

شمس الاسلام

ماہنامہ

* بھیرہ (پاکستان) *

* * *

بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ

مطابق ماہ ستمبر ۱۹۵۷ء

★

تحت ادارہ

غلام حسین | امیر حزب الامصار بھیرہ | بن روپہ
مدیر مسئول | مولانا الحاج افتخار احمد | سالانہ چاند
(پاکستان)



خزائن الافکار بھیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد (۱) اندرون و بیرون ممالک سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ احیاء و اشاعت علوم دینیہ

طریق کار

(۱) مجید شمس الاسلام کا جہاد (۲) دارالعلوم غازیہ جہاد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت سرانجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) عظیم انسان کائنات کافر لہو (۵) امیر خزانہ الافکار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغ دعوہ (۶) کتب خانہ (۷) جامعہ بھیرہ کی خدمت

جریدہ کے قواعد و ضوابط

(۱) جہاد راہ انگریزی کی تاریخ کو پانچویں وقت سے شائع ہوتا ہے مضافین ہر ماہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا سٹیشن نگار صاحبان کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں (۲) اگر خزانہ الافکار کشم جریہ مفت بھیجا جائے چاندہ و کثرت کم از کم چار ماہ کے ہر دو یا تین سو پانچ سلفہ مستحق ہے (۳) عام سالانہ چندہ (۱) معاہدین سے (۲) اور طلبہ سے (۳) ہر مقررہ نمونہ کا پرچہ پانچ ماہ کے مکمل وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے (۴) ہر سالہ قاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے ماہ کی ۵ تا تاریخ مکمل اطلاع وصول ہونے پر دوبارہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں مقررہ زمانہ ہو گا (۵) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا مکمل رائے چاہئیں (۶) ہمدردستان والے اپنا چندہ موقوفہ نقلی عبد المجید صاحبان کشن انجمن علماء و نواب مسجد شریٹ

حکام و نشان (۷) کتب خانہ میں آرڈر سال کریں (۸) ہر نمونہ ڈاک اور خطوط پر لگ ہونگے تفصیل در مقام :- غلام حسین ایڈیٹر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی پائی

سرخ نشان

سالانہ چندہ رقم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کار نامہ بذریعہ دہی۔ پنج لہو مال ہو گا جسکے زائد انراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ ایسا چندہ بذریعہ ڈاک بھیجیں۔ قریبی خط پریم۔ وقت خریداری بہتر کا سوال ہے دریں۔ (غلام حسین ایڈیٹر اسلام)

شمس الاسلام

(بھیرہ)

جلد ۲۸ | صفحہ المنظر ۱۳۷ مطابق ستمبر ۱۹۵۷ء | شمارہ

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	شمار
۴	ادارہ	ہرم انصار	۱
۵	"	باب التفسیر	۲
۸	"	باب الہدیت	۳
۱۰	"	عنیت سے بچو	۴
۱۲	از مسید نواب علی صاحب	عائشہ صدیقہ	۵
۱۴	ماخوذ	پیکر دیانت	۶
۲۱	"	رسائل کی ریح	۷
۲۵	مولانا پیر دادہ غلام دستگیر صاحب ماسی	نبی افضل بن محمد بنی افضل پھر عمر افضل (تلم)	۸
۲۶	ادارہ	استفسارات	۹
۲۸	ادارہ	وفات حضرت آیات	۱۰
۳۰	لا تحرم میان عبدالمجید صاحب ازل مرحوم	شان اسلام عمر	

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر پبلشر ثنائی برقی پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر شمس الاسلام جامعہ مسجد بھیرہ سے شائع ہوتا ہے

بزم انصار کو الف کارکردگی ضرب الانصار بھیرہ

دارالعلوم غازیہ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے مدرسین اور طلباء نہایت محنت سے مہموف تدریس ہیں اور قال اللہ قال الرسول کئے خوش کنی معمول سے جامعہ مسجد کی چند دیواری گونج رہی ہے :

مذہبی احساس

سرور کائنات خرموجات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ
 كُنْ فِي الدِّنْيَا عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ خَادِمًا مَسْوُوعًا مَلْعُونًا
 اَوْ كَمَا قَالَ ۲۔ کہ دنیا میں تین چیزوں میں سے ایک ضرور اختیار

کر دو۔ عالم یا طالب علم یا ان دونوں کے خادم بنو۔ اسکی ماسواہر اک چیز زندہ درگاہ ہے۔
 امر تشاہد بلا کے ماتحت اپنی حالت پر غور کریں تو روز روشن کی طرح واضح نظر آتا ہے کہ آج امراء
 بالخصوص اور غرباء میں اکثریت اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ
 سب سے بڑی سرفرازی یہی ہے کہ ہم خود بھی دینی تعلیم اطلب الحلم من الامم الی
 اللحد حاصل کریں اور اپنے بچوں کو بھی دینی تعلیم سے بہرہ ور کریں۔ مگر آج ہماری کیفیت یہ ہے
 کہ دین پڑھنے والوں کو برائی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور نہایت برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔
 کاشٹن ایسے لوگوں میں مذہبی احساس ہوتا۔ خوش نصیب اور خوش بخت ہیں۔ جو اپنے بچوں کو قرآن
 مجید اور دینی تعلیم ہی دلاتے ہیں اور دینی اداروں کی سرپرستی کر کے اللہ کی جناب میں سرخروئی
 حاصل کرتے ہوئے ذخیرہ آخرت بناتے ہیں۔

بھیرہ میں طغیانی

تقصیر بھیرہ دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے۔ پہلے بھیرہ اور دریا میں دو تین
 میل کا فاصلہ تھا۔ مگر اب فراتوں کا فاصلہ کیا ہے دریا ہر سال پھرتا ہے اور
 گرو دواچ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اس سال بھی طغیانی نے بھیرہ کو گھیر
 لیا ہے جس کی وجہ سے میسر یا پھیل گیا ہے۔ دارالعلوم غازیہ کے کثیر طلباء بھی میسر یا میں
 مبتلا ہیں۔ اللہ کریم اپنے تمام بندوں پر رحم و کرم فرمائے۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

بَابُ التَّفْسِيرِ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ
الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ. وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ
قَالُوا التَّوْمِينُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ
وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا
نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ. اللَّهُ لِيَسْتَهْزِئَ بِهُمْ وَيَمْدَهُمْ فِي طَغْيِهِمْ لِيَهْلِكَ لِهَؤُلَاءِ
أَوْ جِبَّانٌ سَيِّئٌ (منافقین) سے یہ کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ کیا کرو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کر رہے ہیں (یعنی منافقین)

والے ہیں۔ دیکھو یہی تو مفسد ہیں لیکن ان کو خبر ہی نہیں۔ اور جب ان (منافقین) سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لاؤ

بیسا اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم اسی طرح ایمان لائیں جس طرح احمق ایمان لے آئے اور جب اپنے شیاطین

کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان (ایمانداروں) سے استہزا کر رہے تھے

(حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ استہزا کرتا ہے اور ان کو ٹھیل دے رہا ہے) (اور وہ اندھے پرست ہیں)

ہے ملوث ہوتی ہے اور کار ساز عالم کا سب

سے برا قہر و جلال یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے عقل و بصیرت

بھین لے۔

۱ ایسی قوم خفائق و محارف کی لذت تک نہیں

پہنچ سکتی اور کائنات عالم میں بدترین اعمال و مجرم

روش اور اپنی سیاہ کاری کے عوض اپنے نتائج کے

انتظار میں رہتی ہے نیک و بد کو شناخت کرنے کی

قوت ان میں باقی نہیں رہتی۔ منافقین کی بھی یہی

حالت ہوئی کہ ان کو عداوت حق کی وجہ سے نیک

و بد کا امتیاز کرنے کی استطاعت نہ رہی اور بد تدبیری

کو حسن تدبیر اور اپنے فساد کو اصلاح سے تعبیر کرنے لگے

جب اقوام عالم میں سے کسی قوم کی تباہی پڑی

اور نصیب و خسران کے ایام قریب ہو جاتے ہیں تو قضا

کے گھاٹ آنے سے پہلے ان سے عقل و شعور بھین

لیا جاتا ہے قلب و دماغ پر بے حسی چھا جاتی ہے اور

خفائق الاشیاء ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں

اور وہ قوم جو اس سے پہلے تلزم عرفان کی شاندار

سمجھی جاتی ہے اب وہ جہالت کی تاریکوں میں

ڈلگاتی پھرتی ہے عقل و شعور جاتا رہا۔ بصیرت

و ہدایت ہوا ہوئی فراست و دانش کا دیوالہ نکل

گیا اب نہ سوچنے کی توفیق نہ سمجھنے کی استطاعت

اس وقت قوم ضلالت و شقاوت کی بدترین حالت

وَلَكِنْ لَا يَحْلُمُونَ -

انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم کس جڑی ندمیں ہیں
بچے جاتے ہیں اور متعجب و نفاق کی پٹی نے ہمیں
کیونکر اندھا کر دیا نہ علم نہ شعور نہ احساس نہ دہلیز
لغت عربی کے نقطہ نظر سے شعور محسوسات سے
متعلق لکھتا ہے اسلئے قرآن مجید نے لَا
تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ کے مقابلہ میں وَلَكِنْ
لَا يَشْعُرُونَ - فرمایا اور چونکہ سفاہت بہل
و نادانی کا نام ہے اسلئے اس کے مقابلہ میں وَ
لَكِنْ لَا يَحْلُمُونَ کا ارشاد ہوا۔

علم بلاغت کے پیش نظر لَا يَشْعُرُونَ
لَا يَحْلُمُونَ کے مفعول ذکر نہیں فرمائے۔
لَيْدِي هَبْ نَفْسُ السَّامِعِ كُلِّ مَذْهَبٍ
یعنی اگر مفعول کو ذکر کر دیا جاتا تو عدم شعور اور عدم علم
اختصار صرف اپنی مفعولوں میں ہو جاتا۔ امدہ یعنی معنی
منفوق ہو جاتا۔ جو قرآن مقدس کے موجودہ الفاظ
میں ہے۔

كَمَا تَشْهَدُ لَهُ عِلْمُ الْمُعَانِي وَالْبَيَانِ -

اور چونکہ ایمان و اسلام اور امر کی پابندی و
عمل پیرائی اور حمد و الہی کی نگہداشت کا نام ہے
اس لئے پہلے بھی کو لا تَقْسِدُوا کے الفاظ
میں بیان فرمایا تاکہ نواہی کا اثر دکاب نہ کریں اور
پھر آمینو فرمایا تاکہ اوامر کی پابندی کریں اسکے
بعد ان کی ایک اور تبلیغ و نازہ بیاخصلت و حرکت
کا اظہار ہوتا ہے تاکہ ان کا سقویہ شرمندہ نقاب

یہ خدا کی قہر تھا جو معرض قہر میں آیا شیطان نے حسن و نج
میں تبلیس کر کے قوتِ علم و شعور و فراست و دانش اور
عقل و بصیرت قمار کر دی اس کے بعد خدا نے قدوس
ان کی ایک اور بے جا حرکت اور ندموم و تدیر کا اظہار
فرماتے ہیں یعنی جب ان سے کہا جائے کہ تم
مناقضت اور مخادعت، فتنہ و فساد کو چھوڑ دو۔
اور بحرِ توحید و رسالت، علم و عرفان کے غواص بن جاؤ
اور ان قدسیوں میں اپنا شمار کرو جو ان کے ایمان و عرفان
صداقت و ہدایت، اسلامیت و لہیت پر قدرت
نے پہلے قدیق ثبوت خرمادی ہے۔ تو نہایت ہی سہولت
و حماقت سے جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ان برفروغوں
کی مانند ہو جائیں جنہوں نے تخیل کو حقائق پر اور
توقع کو دعوے پر ترجیح دی سلس دنیا سے اعراض
کیا اور آخرت سدِ صادر کی دھن میں لگ گئے۔
قدرتِ محاکمہ کے رنگ میں ارشاد فرماتے ہوئے
ان کے اس فتوے کو ان کے منہ پر مارتی ہے کہ حقیقت
میں احمق تو وہ ہیں جنہوں نے بقا کے مقابلہ میں فنا
غیر محدود کے مقابلہ میں محدود اور غیر منتهی عرصہ
حیات کے عوض میں محدود آیام کی زندگی پسند کر لی
دنیا کی طمع سازی اور فریب کاری نے ان کی تھکول
کا لپسا سمجھ کر کیا کہ ان کی بد بین نگاہ کو یہ توفیق نہ ملی کہ
وہ حقائق کو بے نقاب کر سکیں تاکہ انہیں پتہ
چل سکے کہ اعلیٰ مافقہ زندگی کون سی ہے اور اسفل و
نقصان دہ حیات کون سی۔ اعراضِ فانیہ کی مستی میں ہرست
دہ ہوش ہو کر لذتِ جاودانید سے بے نیاز ہو گئے۔

نہ ہے جب منافقین مسلمانوں سے ملتے یا ان کے
جامع محل میں جاتے تو فوراً کہہ دیتے کہ یہ بھی ایلاذہ
ہیں۔ اور جو خصوصی صفات تمہارے اندر پائے جاتے
ہیں وہ ہمارے اندر بھی موجود ہیں اس لئے ہم تمہارے
فوائد و منافع۔ مجالس و محافل اور معاشرت و تمدن
میں شریک ہیں اور جب کھانا سے ملاقات ہوتی۔
اور ان مشیاطین سے خلوت میسر ہوتی تو کہہ دیتے
کہ ہم یقیناً آپ کے ساتھ ہیں ہمارا دل ہمارا دماغ ہماری
حائقیں اور ہماری قوتیں سب تمہاری تائید و طہرت
میں صرف ہو رہی ہیں ہم مسلمانوں سے تو ایسے ہی نزوح
اور استہزاء کہہ لیتے ہیں مدینہ ہمارا تمہارا مذہب و
مسک ایک پر و گرام ایک نقطہ نظر ایک مطلع نظر
ایک اہلیہ ایک مقصد ایک ازدنگی کا نصب العین
ایک ہے۔

چونکہ منافقین مسلمانوں کو ایک مسجد کا
گمراہ ایک بھولی بھالی جماعت اور نیک نیت گروہ سمجھتے
ہیں۔ اس لئے اپنے کلم کو مکملانے کی کوئی ضرورت نہ سمجھتے
تھے اور بلا تائید آہنا کہہ دیتے تھے لیکن کفار کی عیاری
اور جال کی کوسا منہ رکھتے ہوئے وہ نہایت ہی تائید
ایکد سے کہتے تھے۔ انا محکمہ اللہ لیقصر ہی بحکم
اللہ کو مقدم کر کے استہزاء کو صرف قدرت
سے منسوب فرمایا جس کے معنے ہوئے کہ اللہ متعالیٰ
ہی استہزاء کر رہا ہے میں جیسے کوئی شخص حکومت وقت
کے کسی وزیر اعلیٰ سے مناقشت کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ
بادشاہ کا مقابلہ کر رہا ہے شعیب اسی طرح جو خدا کی انگریز

سے ٹکرایا۔ اس نے مالک مالک کے ساتھ مقابلہ
کیا۔ تقدیم ما حقد التاخیر لفضیل الحصر۔
اور پھر حکہ غلبہ کے لانے سے تخرید و حدوت
پر دلالت ہو گئی۔ جس کے معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ تم سے
ہر وقت نئی نئی نوعیت کا استہزاء کرتے ہیں۔

استہزاء

بعض لوگوں نے قرآن مقدس
کے سیاق و سباق کو نہ دیکھا
اور نہ ہی مجاہدہ و تربیت پر
غور کیا۔ اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اعتراض جڑ دیا۔ کہ کیا
خدا بھی استہزاء کرتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عنک
ذالک علو کیار۔

حقیقت یہ ہے کہ اس اعتراض کی بنا محاورہ عربیت
اور زبان ناشناسی پر ہے بعض اوقات اسباب افعال
کی مناسبت کے باعث تنازع پر بھی اپنی الفاظ کا اطلاق
ہوتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ تم پر جتنا ظلم کیا جائے
تم بھی اتنا ظلم کر لو۔ حالانکہ ظلم کا مقابلہ بخیراء اور منرا
سے ہوتا ہے نہ کہ ظلم سے لیکن گناہ کی مناسبت سے
ایسے کہہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ یہاں بھی منافقین استہزاء کے مدعی تھے
اس لئے ان کے مقابلہ میں استہزاء کے الفاظ استعمال
ہو گئے۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ^(بِخَيْرٍ)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن مقدس پڑھا اور پھر پڑھایا۔

اباب بصیرت جانتے ہیں کہ قرآن مقدس حقائق و معارف کا مجموعہ آخرین قلم ہے اور انسانی زندگی کی سدا رہنما ہے۔ قدرتی قوانین و قواعد کی عمل پیرائی میں منحصر ہے۔ اصول معاشرت، قانون تمدن اور طریق حیات کا علم و شعور ہی مقدس کتاب الہی سے حاصل ہوتا ہے یہی بہترین اور ذریعہ تعلیم ہے جس نے انسانی حیات مدینہ عالیہ کے طے کرنے پر قادر ہو سکتی ہے اگر ایک طرف وہ (قرآن) انبائے آدم کو وحی الہی کی تعلیم و تنظیم کی ہدایت کرتا ہے تو دوسری طرف اس لئے اللہ سے انقطاع و ربیہ مثل بے مثال ذات کے ساتھ تعلق و اتصال کا گراں بہا سبب دیتا ہے

وہ مسلمانوں کا لائحہ العمل جب تک قرآنی تعلیمات ہیں اس وقت وہ غیر و کسری کے پایہ تحت پر مکران تھا۔ سلطنت اس حکومتیں اس کے نام سے کا پتی تھیں۔ دنیا اس کی کوٹھی اور غور و فکر اس کا بنیاد تھا۔ دوسرے مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ

این الله یزجھن کتاب اقواما انما انما مقدس قرآن کے فیصلے بہت واضح و آخرین (مسلم) ہی تو ہیں کہ مکتب فرائض کے اندر ہی کہہ رہے ہیں کہ بہت سی اقوام تعلق و اتصال میں جا گریں ہوں گی۔

قرآن مجید کا مطلع نظر دوسری کتب مندرجہ کی مانند بہت

دیکھو فی کی تعلیم نہیں۔ بلکہ قوائے انسانیہ سے کام لینا اور انسانیت کی عظمت و ملکیت کے طریق کار سے آگاہ کرنا ہے۔

اگرچہ آج تعصب کی لگام نے اغیار کی زبانوں کو بند رکھا ہے مگر انھوں پر ان کا حال اور طرز عمل قرآنی تعلیمات کی تائید میں مصروف عمل ہے اقوام عالم بے اختیار اس بے پناہ مفاد پسندی کی طرف منجذب ہو رہی ہیں اب مادی دنیا بے ہمتی کے لئے جیسے کہ دینی و دنیاوی نجات اور اولیٰ و آخرت کی فلاح صرف اور صرف قرآن مقدس کا خاصہ ہے مگر انھوں نے کہ مسلمان اس بے ہمتی کو مانع میں رکھتے ہوئے عملی اقدام سے کوتاہی کر رہے ہیں اگر آج بھی وہی اسلامییت و لطیفیت جودہ گہ جو جائے توتن ان کا پیدا ہونا چاہتے تات کتب مندرجہ نہیں۔ انما انما و انما انما الاشیاء کما ھی۔ اذا صلیتم علی لیلۃ فاطمہ صا لہ اللہ عار (ابوداؤد)

جب تم مجاہد پڑھو تو میری کے لئے ہدایت اخلاص سے دعا کرو۔

و لیسے اخلاص کے بغیر ہر دعا جسد بے روح کے مترادف ہے اور کوئی دعا اخلاص کے بغیر قابل قبول نہیں مگر مجاہد کا وہ نازک مرحلہ ہے کہ جب ایک مسلمان جائی دوسرے بجائی کو ہمیشہ کے لئے خدا کے سپرد کر کے اسے اسباب ظاہری و دینی

غیر محدود و غیر منتہی زندگی کو سنوار رہا ہے
 بڑے بڑے مشرک ہی غم و اندوہ کا مقام نہیں ہوا
 (بقیہ ص ۷۸ بزم القصار)

تبلیغ؟ مولانا محمد عظیم صاحب نے مختلف مقامات
 پر پیغام حق پہنچایا۔

مسلمانوں پر مذہبی احساس، سیاسی شعور
 اور اتفاق و اتحاد کی تفتین کی۔

شمس الاسلام { مذبذب و ذلیل حضرات نے
 شمس الاسلام کی ترویج
 اشاعت میں حصہ لے کر ممنون فرمایا۔
 جزاھم اللہ احسن الجزاء }



- (۱) محترم چوہدری ولی محمد صاحب ڈوب ٹیک سنگھ
- (۲) حکیم مولوی محمد صالح صاحب میرپور خاص
- (۳) مولوی محمد اقبال صاحب (گوجرہ)
- (۴) حافظ محمد شریف صاحب گلہال
- (۵) محمد امیر خان صاحب فورٹ سنڈھیم
- (۶) مولوی عبدالغفور صاحب تلونویہ سیلی خانہ
- (بقیہ ص ۷۸) کراچی کے سربرئے آرد۔ کہ دور کث نماز بگزارد
 در خواب غفلت چنان رفت اندک گوئی نغفہ اند۔ بلکہ مردہ۔ گفت اے
 جان پدر اگر تو نیز نغفہ بر کردی راستین خلق افش۔

زبیدہ می جزو لیستین را : کہ واد پر وہ پندار و پیش
 اگر چشم دلت را برکتی : زبیدی بیچ کس عاقر تر از خویش۔
 جنت جنت جنت جنت جنت جنت جنت

سے بے نیاز کر دیتا ہے، ہمس کا معاملہ مخلوق سے
 ختم ہو کر صرف خالق کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے
 اس وقت میں جس قدر اخلاص، خشوع و خضوع
 اور عجز و انکسار سے دعا کی جائے اتنی ہی انسان
 کی دعا در قبولیت و اجابت کے قریب ہوجاتی

**الدُّنْيَا سَجَنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّتِ
 الْكَافِرِ** (مسلم)

دنیا مومن کیلئے قید ہے اور کافر کیلئے جنت
 مومن کا لقب العین دنیاوی لا کث
 اور مادہ پرستی سے بلند ہے اور حقیقت میں
 جب انسان کے پاس دولت ایمان موجود
 ہے اور اس کا قلب اسی پاک گراں بہادر سے
 محمور ہے تو وہ ظاہری جاہ و جمال اور حب دنیا
 سے بے نیاز ہے اور چونکہ کافر کا لقب العین
 اور صرف حصول دولت اور زر پرستی ہے اس
 کی زندگی کا ہر اک لمحہ اسی دھن میں گزرتا ہے
 اسلئے یہ دنیا اس کے لئے جنت بن کر نظر آتی
 ہے اور اس کی کوتاہ عقل ان نظر فریب نظاروں
 کو چاند کر حقیقی دولت پر قبضہ نہیں کر سکتی اور اس
 کا محتاج عقل بھی ٹھیکرتا ہے۔

اب اگر مسلمان کو اس دنیا میں کسی قدر
 وقت و شفقت کا سامنا ہو تو وہ اسے اپنے
 لئے خدائی رحمت سمجھے۔ کیونکہ وہ ایک محدود
 عرصہ حیات میں تکالیف برداشت کر کے اپنی

غنیہ کے پتے

مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کی بنیاد، انھوں

مسلمانوں کی دینی و دنیوی صلاح کی بنیاد انھوں
 اخوت، موافقات، صداقت اور مساوات پر ہے
 جب تک مسلمان کے اندر یہ چیزیں پیدا نہ ہوں
 اس وقت تک ارتقائی مدارج کا طے کچھنا غیر
 ممکن ہے۔

غیبت ایک ایسا فعل ہے کہ اسلام کی روح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لیکن۔ حسد۔ غضب ظلم اور جو رجحان کی آگ بھڑکاتا اور آتش کی لہر لہاؤں والے شقاق کو گرم کرتا ہے۔ اخلاقی انحطاط و تسفل لقوۃ و اسلام کے روح پرور مظاہرات کے بالکل منافی ہے۔

غیبت کیا ہے؟

کسی دوسرے مسلمان بھائی کی عزت و وقار
حب و لئب۔ فعل و عمل۔ دین و دنیا پر اس
کی عدم موجودگی میں حملہ کرنے کا نام غیبت
ہر وہ لفظ جو دوسرے مسلمان کی دل شکنی کا
باعث ہوگا۔ اور ہر وہ لفظ جس کو دوسرا مسلمان
سن کر رنجیدہ خاطر ہو۔ اس کا نام غیبت ہے

ان البني صلی اللہ علیہ
 وسلم قال هل قد فرغ
 ما الخبة قالوا لله و
 رسولہ اعامر قال ذکرک
 احاک جايکرمہ قبل
 الماریف ان کان فی اخی
 ما قولہ قال ان کان
 فیہ ما تقول فقد
 غنبتہ وان لم یکن
 فیہ فقد بحتہ -
 (مسلم)

واقعی طور پر موجود ہوں آپ نے فرمایا اسی کا نام تو
عنیت ہے۔ اگر ایسے الفاظ نہ ہوں (دور ایسے
الفاظ کو ذکر کیا جائے جو اس کے اندر موجود نہ ہوں)

تو یہ افتر اور ہیبتان ہے۔ (مسلم)
اب حدیث کی روشنی میں آپ سمجھ گئے
کہ ہر وہ لفظ جو کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف دے
وہ غیبت شمار ہوگا۔ لیکن یہ سمجھنا بھی ضروری ہے
کہ غیبت صرف زبان ہی میں بند نہیں اور
غیبت صرف قول کا نام ہی نہیں۔ بلکہ ہر وہ

فعل بھی غیبت میں شمار ہوگا جو کسی مسلمان کے لئے تکلیف دہ ثابت ہو۔ حدیث میں ہے کہ

عن عائشة دخلت علينا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے
امرات فلوک امارات ہاں ایک عورت آئی جیسا ہے پیٹھ
بیدی انھا قصیدہ فعال پھیری تو میں ہاتھ سے اشارہ کر کے
علیہ السلام اغتصھا بن بڑا بتلایا کہ یہ کوتاہ قامت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو غیبت
کی مرتکب ہوئی۔

حدیث کے ان واضح الفاظ سے ظاہر ہو گیا
کہ غیبت صرف زبان میں ہی محضر نہیں بلکہ کلیات
و اشارات سے بھی انسان غیبت کا مرتکب ہو جاتا ہے
اسلام غزالی نے فرمایا کہ جو شخص غیبت سے توبہ
کر کے مرتا ہے وہ سب سے آخر جنت میں داخل
ہوگا۔ اور جو شخص توبہ ہی نہیں کرتا۔ وہ سب سے
پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت یانیرید بطائی کی خدمت میں ایک
شخص حاضر ہوا۔ اور کہا کہ فلاں آدمی آپ کی تکلیف کر رہا
ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کب کہ رہا تھا اور تم یوں
ہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ آج وہاں ہماری
تھی اس لئے صاف ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا
کچھ کھا ہے؟ جواب میں آٹھ قسم کے کھانے کی سنائے
آپ نے فرمایا کہ انوس تیرے اندر آٹھ قسم کے
کھانے تو سما گئے۔ مگر تو اپنے دل میں یہ سوچ رہی
ہے کہ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا

کہ کسی شخص کی غیبت کو اس کے سامنے بیان کرنا
یہ بھی گناہ ہے اور یہ بھی آتش کدہ نفاق کو گرمانا ہے

اں کس کہ لو غیبت افراختہ است
از گوشت مرگاں غذا ساختہ است
و اں کس کہ بعیب خستنی پرداختہ است
نہالنت کہ عیب خویش نشا ختمہ است

غیبت دل و دماغ کو فنا کرتی ہے اور انسان کی
پاکیزہ زندگی کو ذلت آفرین حیات سے تبدیل
کر تی ہے خدائے قدوس کی قرآن مجید میں
غیبت کو مردہ بھائی کی لاش کو کھانا فرمایا ہے
ایحب احدا کسان یا کل لحم اخیک
میتنا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں
کہنے کہ پاک انسان دین ز غیبت خلق
ہماں کلید درد و زحمت مسواکش
حضرت ابن سیرین سے کہا گیا کہ آپ اظلم فی الامۃ
حجاج کے متعلق کیوں کچھ نہیں فرماتے۔ آپ نے
فرمایا کہ میری غیبت گوئی سے وہ جنت میں چلائے
گا۔ اور میں جہنم کا منہ دیکھوں گا۔ (العیاذ باللہ)
(روح البیان)

شیخ سعدی نے گلستاں میں لکھا ہے کہ
یاد دارم کہ در غم طفولیت معتقد بودم
و شب خیز۔ و موی زہد و پرہیز۔ تا شبے در خدمت
پدر نشستیم و ہمہ شب دیدہ ہم نہ لبثہ و مصف
عزیز در کنار گرفتہ و طائفہ گردما خفتہ۔ پدر را لقمہ

عائشہ صدیقہ رضی

از سید نواب علی صاحب رحمہ اللہ

خدا کے محبوب کی حبیبہ ترا ہے بسیار القرب مجیرا
 وہ حسن صورت وہ نور معنی جہا نہیں تجھ سا ہو کا پیدا
 گواہ عصمت ہے پیکر یہ سورہ نور سے ہر نظر
 کیا ہے "طہیر" نے مظهر خطاب الطبیات پایا
 مثال آئینہ صاف سینہ علوم دین کا تھا اک تخرینہ
 رموز و اسرار کی آئینہ بڑا ہے لاریب تیرا ربہ
 یہ رنگ لائی تیری محبت نہی کی ہو گی طہینت
 ہے مغفرت کی تجھے بشارت ہو تو نے رقی کر پایا
 وہ اجتہادی خطا کا قصہ جمل کا ناگفتہ بہ قضیہ

ہوشیتم باطن سے ہم سپنہ تیری کمال کا کہنا
 نہ لوم لایم کا کچھ خطر تھا نہ سر میں سودائے مال تر تھا
 یہ حب مولا کا سب اثر تھا کہ تھی نہ دنیا کی بھگو پڑا
 تیرا فقہ تیرا تبحر ہے جس کا مشکل بہت تصور
 حسود کو اس کا سے تحسیر عتود کو سنج روں خوشا
 نہ تھی بوا دلاد تیری کوئی کہ جسے ہوئی تھی سرور
 تو تھی نے دیجی تیری یوں کی لقبیام المؤمنین کا
 خموش لو اباب کہ کیونکر ہو وصف مجتہد مہر
 خدا اور اس کا رسول بہتر ہے جانا اور مدح کرنا



پیکر دیانت

(۱)

مولوی شمس الدین لکھنؤی علوم عربیہ سے متوقف اور اصلاحی عالم نہیں تھے۔ لیکن دینداری احکام شریعت کی پابندی اور نیک فرائض کی وجہ سے انہیں سب مولوی صاحب کہتے تھے مولوی صاحب نے اپنے والدین کے زیر سایہ رسمی طور پر اردو فارسی اور انگریزی مڈل کلاس تک تعلیم پائی تھی۔ وہ کچھ اور پڑھ لیتے۔ لیکن ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے اور کوئی سرپرست یا جامداد نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم چھوڑ کر انہیں محاش کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مولوی صاحب صوبجات متحدہ کے ایک بڑے شہر میں رہتے تھے لیکن اپنے وطن میں کوئی معقول ذریعہ محاش پیدا نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے ایک محلہ دار کے ہمراہ بمبئی چلے گئے اور چھ روز پریشان رہ کر ایک کارخانہ میں چالیس روپے کے نوکر ہو گئے انہیں انگریزی خط و کتابت کا کام کرنا پڑتا تھا ابتداء میں تو کچھ دقتیں پیش آئیں۔ لیکن پھر وہ اپنے کام میں بہت ہوشیار ہو گئے اور کارخانہ کے مالک نے کام سے خوش ہو کر ان کی خواہ پچاس روپے کر دی۔ مولوی صاحب کے لئے اپنی نیک چلتی اور سادہ فرائض کی وجہ سے

بمبئی اور ایک گاؤں میں کوئی فرق نہ تھا۔ کارخانہ کے مالک نے دفتر ہی میں انہیں رہنے کے لئے جگہ دے رکھی تھی۔ دفتر کے پیچھے ہوٹل تھا۔ وہ دن بھر اپنا کام کرتے تھے۔ ہوٹل میں دو توں وقت کھانا کھاتے تھے اور پھر اپنی جگہ آکر بیٹھ بیٹھتے تھے۔ دفتر کی ضرورتوں کے سوا انہیں باہر نہیں جاتے تھے اور رات دن ایک خاموش طبع سنجیدہ بلکہ ایک افسردہ انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ مولوی صاحب تین سال تک بمبئی رہے اگر کوئی قسمت کا دھنی اور چلتا آدمی ہوتا تو اتنے عرصہ میں لکھتی بن جاتا۔ لیکن مولوی صاحب نے صرف آٹھ سو روپے جمع کئے اور وہ بھی صرف اپنی معاشرت کی سادگی اور کفایت شعاری کی بنا پر۔ ان کا خیال تھا کہ پورے ایک ہزار کی رقم پس انداز ہو جائے تو وطن کا رخ کریں۔ لیکن وہ یکا یک بیمار ہو گئے اور کھانسی بخار نے اس قدر طول کھینچا کہ مسلسل چھ ماہ تک بیمار رہے اب ان کے لئے دفتر کے فرائض کا انجام دینا دوا تھا۔ بمبئی میں کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس لئے بیمار دوا ہی میں انہیں سخت دشواریاں پیش آئیں

اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے وطن اور پردیس برابر تھا۔ لیکن تبدیل آب و ہوا کے خیال سے وہ اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔ اٹلی گھر پہنچ کر بھی تین چار ماہ تک بیمار رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پس انداز رقم میں سے تین سو روپے اٹھ گئے اور جب وہ تندرست ہوئے تو ان کے پاس مکان سکونت کے علاوہ صرف پانچ سو کا اثاثہ تھا۔

(۲)

تندرست ہو کر پھر مولوی صاحب کو فکر محاش دہشتیں ہوئی۔ لیکن حالات نے استقدر مضحل اور شکستہ دل کر دیا تھا کہ وہ کسی طرح بمبئی کے دور دراز سفر کی ہمت نہ کر سکے۔ دہلی ان سے قریب تھی اور انہوں نے یہیں تقدیر آزمائی کا ارادہ کیا چنانچہ مختصر طور پر سامان سفر درست کر کے ایک دن وہ روانہ ہو گئے اور چند گھنٹہ ریل میں بیٹھ کر اس شہر میں پہنچ گئے جو صدیوں تک مسلمانوں کا پایہ تخت رہ چکا تھا اور جو ہمیں ہنوز اسلامی شان و عظمت کی زندہ یادگاریں موجود ہیں۔ دہلی پہنچ کر مولوی صاحب نے سرائے میں قیام کیا اور اسباب تجارت میں ملازمت کی جستجو شروع کی۔ حسن اتفاق سے پہلے ہی دن وہ کامیاب ہو گئے اور حاجی کے شوروم میں وہ پچاس روپے ماہوار مل سکے کہ ہو گئے حاجی صاحب اگرچہ صوم و صلوٰۃ کے پابن نہ تھے۔ لیکن مزاج کے بڑے سخت تھے وہ جانتے تھے کہ تجارت اور مروت

دو متضاد چیزیں ہیں نوکر دل پر جبر مانے تو وہ ضرور کرتے تھے لیکن کبھی الغام کا خیال ان کے دل میں نہیں آتا تاہم وہ کسی کی تنخواہ نہیں روکتے تھے اور جس طرح دوسروں سے معاملہ کی صفائی کے خواہاں تھے اسی طرح خود بھی معاملات صاف رکھنا چاہتے تھے بہر حال مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے ہاں کوئی زحمت نہیں ہوئی اس لئے کہ وہ خود بخیرہ اور دیانتدار شخص تھے اور ملازمت کی حالت میں تنخواہ اور کام کے سوا انہیں کسی بات سے سروکار نہیں رہتا تھا اس لئے آقا کی خوش مزاجی اور بے مروتی سے انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مولوی صاحب کی ملازمت کو ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ احباب واعزہ اور خاں صاحب فطرت نے انہیں شادی کے لئے مجبور کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن میں ایک یتیم ویسیر لیکن خوش اہل و خوش خولہ کی سے شادی کر لی۔ بڑی خوش نصیبی یہ تھی کہ مولوی صاحب کی بیوی بھی ان کی طرح دیندار اور نیک خیال تھی چونکہ ان کی بیوی کے ماں باپ تھے اور انہوں نے اپنے چچا کے ہاں پرورش پائی تھی اس لئے مولوی صاحب شادی کے پرزہ دن بعد جب دہلی کو واپس آنے لگے تو بیوی کو ہمراہ لیتے آئے۔ تاہم خیالی اور نیک مزاجی کی وجہ سے ان میاں بیوی میں باہم ایسی محبت اور بیعتی پیدا ہو گئی کہ گویا ان کی روحیں سوزا نزل سے باہم وابستہ تھیں تھیں مولوی صاحب نے ایک چھوٹا سا مکان کوئٹہ پر لے لیا تھا اور اس معمولی آمدنی میں بھی وہ خوش سلیقہ بیوی کی بدولت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے تھے۔

(۳)

دہلی آ کر تین ماہ تک مولوی صاحب اور ان کی بیوی
 بخیریت رہیں لیکن پھر یہاں کی آب و ہوا موافق ثابت
 نہیں ہوئی اور مولوی صاحب کی بیوی علیل ہو گئیں
 جس سے وہ بہت کمزور ہو گئیں اسی اثنا میں ٹائیفائیڈ
 دہلی میں پھیلا اور بد قسمتی سے وہ مبتلا ہو گئیں چونکہ کمزور
 تھیں اسلئے بخار کا بغیر معمولی اثر ہوا۔ بیوی کی علالت
 نے مولوی صاحب کو نہ صرف ذوقِ غم کے باعث حواس
 باختہ کر رکھا تھا بلکہ وہ کھانے پینے، دوا، علاج اور
 تیمارداری کی زحمتیں بھی محسوس کرتے تھے اگر وہ گھر
 میں بیٹھ کر بیوی کی تیمارداری کرتے تو حاجی صاحب
 سے یہ امید نہ تھی کہ وہ تنخواہ وضع کرنے سے باز رہیں گے اور
 تنخواہ وضع ہونے کی حالت میں مولوی صاحب کو مالی
 پیچیدگیوں کا سامنا تھا کیونکہ ان کے پاس اب کوئی
 سرمایہ پس منداں موجود نہ تھا الغرض بے چارے ملازمت
 کے فرائض بھی سر انجام دیتے تھے اور جہانتک وقت
 ملتا تھا اپنی جان پر تکلیف اٹھا کر بیوی کے دوا علاج
 میں بھی کوشش کرتے تھے چونکہ وہ عقیفہ مکان میں بالکل
 تنہا تھے اسلئے ایک ضعیفہ کو رفعِ تنہائی کے لئے اور
 تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا تھا حالانکہ مولوی صاحب
 اپنے مفرد سے زیادہ علاج میں کوشش کرتے تھے
 لیکن ٹائیفائیڈ نے ابھی اپنی میعاد ختم نہیں کی تھی۔
 اور عل کو تین بجے سے بخار میں ایسی شدت اور
 اس کے ساتھ ہی حواس میں ایسا انتشار پیدا ہوتا تھا
 کہ زندگی کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی تھیں۔ مولوی

صاحب کو صبح ۹ بجے سے شام کے پانچ بجے تک
 دفتر میں موجود رہنا پڑتا تھا اور وہ اس سے پہلے کسی
 طرح گھر نہیں آ سکتے تھے ایک دن کام کی بہت کثرت
 تھی۔ غالباً پنجشنبہ کا دن تھا معمولی خط و کتابت کو
 علاوہ ولانتی ڈاک کی روانگی بھی ہو رہی تھی حاجی
 صاحب نے مولوی صاحب کو دس ہزار روپے کی
 نوٹ دیئے جو بیمہ کی صورت میں ایک بجگہ روانہ
 کرنے تھے۔ مولوی صاحب نے نوٹ پیسہ دیکھ کر
 بچے دبا دیئے اور خود اس کام میں مصروف ہو گئے جو
 پہلے سے انجام دے رہے تھے اسی اثنا میں وہ ضعیفہ
 جوان کی بیوی کے پاس رہتی تھی حواس باختہ ان کے
 پاس آئی اور کہا کہ تمہاری بیوی حالتِ تمہارے میں ہے
 یہ سن کر مولوی صاحب کا دماغ فحل و بیکار ہو گیا اور
 یہ معلوم ہوا کہ گویا بدن سے روح نکل گئی ہے انہوں
 نے جوں توں تمام ضروری کاغذات اور ان کے ساتھ
 ہی دس ہزار کے نوٹ جن کا پیچہ بچھا تھا۔ میز پر
 دراز میں رکھ کر قفل لگا دیا لیکن بد قسمتی سے کنبیاں میز پر
 ای چھوڑ دیں۔ وہ اس قدر بدحواس ہو رہے تھے
 کہ انہوں نے دو کمرے کمرہ میں جا کر حاجی صاحب سے
 اس طرح جانے کی اطلاع بھی نہیں کی۔ اور قتال
 وغیراں گھر کو روانہ ہوئے۔

(۴)

اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کی بیوی کا
 حال بہت نازک تھا۔ ان کی آنکھیں بند تھیں بغض
 غیر معمولی تیزی سے چل رہی تھی اور بخار کی شدت

تھی کہ طمس پر ہاتھ رکھنا دشوار تھا۔ مولوی صاحب نے
یہ حالت دیکھ کر فوراً ٹوٹی کلون کی شیشی اٹھائی اور
پانی میں چند قطرے ڈال کر بیٹائی پر چھینٹے دیئے اور کپڑا
بھگو کر سر پر رکھا جس سے چند منٹ میں مرلہ بن گئے
انکھیں کھول دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اجابت ہوئی
اور مزاج کسی قدر اعتدال پر آ گیا اس کے بعد مولوی
صاحب ضیعفہ کو مرلہ بننے کے پاس چھوڑ کر خود دفتر روانہ
ہوئے کیونکہ ڈاک کا وقت تنگ ہو رہا تھا دفتر پہنچ
کر جب انہوں نے کنبیاں میز پر رکھی ہوئی دیکھیں تو
دل دھڑکنے لگا کیونکہ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ
بھی دماز میں رکھ گئے تھے اور اس سب سے پہلے ایک دفعہ
جب وہ کاغذات کو میز پر چھوڑ کر کسی کام کو باہر گئے
تھے تو حاجی صاحب کے صاحبزادے جو اپنے والد کو
بالکل برعکس نہایت آوارہ نش اور اوباش مزاج
تھے پانچ روپے کے ٹکٹ اڑالے گئے تھے۔

بہر حال انہوں نے نہایت وحشت زدہ ہو کر
دماز کو کھولا۔ کاغذات نکالے۔ جلد میر کی جستجو کی
اور جب نوٹوں کی صورت نظر نہ آئی تو زمین پیروں کے
پینچے سے نکل گئی۔ دیر تک غشی کی سی حالت طاری
ہوئی اور یہ محسوس ہوا کہ دل کی حرکت بند ہوئی
جاتی ہے جب اس کیفیت میں کسی قدر کمی ہوئی
تو مولوی صاحب چشم پر آب حاجی صاحب کے پاس
گئے اور کل باہر بیان کیا۔ حاجی صاحب نہایت
برافروختہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ دس یا بیس
روپے کی بات ہوتی تو میں درگزر کر سکتا تھا اس

بہر ارادے کی رقم سے میں ہاتھ نہیں اٹھا سکتا
آپ ایک گھنٹہ کے اندر نوٹ مجھے لاکر دیجئے ورنہ
میں پولیس میں اطلاع کرتا ہوں۔ مولوی صاحب
پھر اپنی میز کے پاس واپس آئے ایک ایک کاغذ
اٹھا کر دیکھا لیکن نوٹوں کا سراغ نہ ملا۔ جب دیر
ہوئی تو حاجی صاحب خود اپنے کمرہ سے اٹھ کر نشی
صاحب کے کمرہ میں گئے۔ منشی صاحب اور دیگر
اہلکاروں کی تلاشی لی گئی میزوں اور کاغذوں کو
دیکھا بھالا۔ لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی آخر حاجی
صاحب نے مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر سمجھانا
شروع کیا کہ تم کیوں اپنی شرافت میں داغ لگاتے
ہو روپیہ تم اپنے گھر میں رکھ آئے ہو اس سے
خاموشی کے ساتھ واپس لے آؤ۔ اور اس قصہ کو
ختم کر دو۔ میں اس کے سوا اور کوئی بدسلوکی تمہارے ساتھ
نہیں کروں گا کہ تمہیں ملازمت سے برطرف کر دوں گا
مولوی صاحب کے پاس ان تمام باتوں کا جواب غویٰ گفتوں
کے سوا کچھ نہ تھا۔ آخر حاجی صاحب نے مولوی صاحب
کو اپنے ملازمین کے سپرد کر دیا کہ یہ کہیں جانے نہ بایں
اور خود تھانے پہنچے۔ تھوڑی دیر میں احقر انچارج
اور چار کانسٹیبلوں کے ہمراہ وہ دفتر پہنچے۔ تھانہ دار
صاحب نے دفتر کے ملازمین کا بیان قلم بند کیا
سب کی جانہ تلاشی لی۔ میزوں کی دمازوں۔ ڈیسکوں
اور صندوقوں کو دیکھا۔ مولوی صاحب کے ساتھ نہایت
سختی کیے ساتھ استفسار کیا اور جب کچھ سراغ نہ ملا
تو جو اسٹت کے اندر انہیں ان کے مکان پر لے گئے

اور اچھی طرح خانہ تلاشی کی جستجوقت یہ لوگ پہنچے اس وقت مولوی صاحب کی بیوی کا اضطراب ناقابل بیان تھا۔ الخرض سب کچھ ہوا۔ لیکن لوگوں کا پتہ نہ چلا تھا نہ دار صاحب مولوی صاحب کو بدستور حراست میں تھانے لے آئے اور حوالات میں بند کر دیا اس سحر انسان کا کوئی مددگار اور پیروکار نہ تھا صرف خدا تھا اور وہ برسر امتحان تھا۔ ایک ناچار شوہر حوالات میں اور ایک بیمار بیوی عالم تنہائی میں جبرح بے چین اور مضطرب تھے اس کا اندازہ دشوار ہے۔

(۵)

پولیس نے شہادت ہم پہنچا کر مقدمہ کا چالان کر دیا۔ بازار والوں نے شہادت دی اور بالکل صحیح تھی کہ ظاں وقت ملزم نہایت تیز تیز اپنے مکان کی جانب جا رہا تھا۔ مولوی صاحب کو اس امر سے خود اقبال تھا کہ دس ہزار کی رقم انہوں نے حاجی صاحب سے وصول ٹائی عدالت نے جو رقم ثابت پایا اور مولوی صاحب کو تین سال قید با مشقت کی سزا دی۔ عزیز بیوی پولیس میں اور عالم کس پرسی میں۔ شدید علالت میں مبتلا۔ خود تین سال قید با مشقت میں گرفتار۔ نہ کوئی نمکسار اور نہ کوئی پیروکار۔ یہ باتیں ایسی نہ بھیتیں جو مولوی صاحب کے دماغ کو بیکار نہ کر دیتیں۔ انہیں خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ کہاں جا رہے ہیں اور جب تک اہالیان جیل کی گالیوں اور بے دردانہ زود و کوب نے انہیں مشقت کے لئے محبور نہیں کیا اس وقت تک ان کے حواس بالکل باطل رہے۔ طاہرہ (مولوی صاحب کی بیوی)

کا حال ان سے زیادہ زار و ماتر تھا۔ سولہ سترہ سال کی ایک لڑکی جس نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا تھا اور جو اگر چہ وہ ہوشمند اور سلیقہ شعاکتھی۔ لیکن ہنوز نا تجربہ کار تھی اس مصیبت میں اگر دیوانی ہو جاتی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ لیکن یہ قدرت کے دہانے ہیں کہ مصائب کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کا فرشتہ بھی آسمان سے اترتا ہے اور کمزور انسان کو مشکلات سے عہدہ برآ ہونے میں حیرت انگیز مدد دیتا ہے طاہرہ کا میعادِ بخاراتر چکا تھا اور صرف نقاہت باقی تھی لیکن تعکرات نے اس میں غیر معمولی اضافہ کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کو تین سال کی سزا ہو گئی۔ تو اس نے یاروس ہو کر اپنے چچا کو تفصیلی حالات کا خط لکھا۔ وہ بے چارے گھبرائے ہوئے دہلی آئے۔ وکیلوں سے ملے اور جیب کئی دکلائے۔ نئے باتفاق یہ رائے دی کہ اپیل بیکار ہے تو بمستی کو ہمراہ لے وطن چلے گئے۔ فتنی امتیاز حسین (طاہرہ کے چچا) بڑے نیک اور دیندار شخص تھے اور انہیں کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ طاہرہ اس عمر میں ایسی پابند صوم و صلوات تھی۔ فتنی صاحب دنیا کے تمام بکھیر ٹول سے فرصت پانچے تھے اور عرصہ سے ان کو حج بیت اللہ کی تمنا تھی انہوں نے طاہرہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ تم بھی اپنا زیور اور اثاثہ فروخت کر کے ہمارے ہمراہ چلو۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا شخص قطر نہیں آتا جس کے پاس ہم ہمیں چھوڑ جائیں۔ طاہرہ جانتی تھی کہ اس کا شوہر تین سال سے

پہلے رہائی نہیں پاسکتا۔ اور دیناوی کا جذبہ اسے اس تجویز کی مخالفت پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنا زور دینے پر فروخت کر کے چچا کے ہمراہ حج کو روانہ ہو گئی۔ مگر مغلطہ پہنچ کر منشی انصاری نے اوسان کی بیوی کو ایسی دہشتگی ہوئی کہ حج کے فریضے سے ظاہر ہونے کے بعد بھی وہ مگر مغلطہ ہی میں رہے اوسان کی خوش قسمتی کی قسم کھانی چاہئے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں دونوں نے حرم محترم میں وفات پائی۔

(۶)

اس حادثہ سے طاہرہ کا دل پاش پاش ہو گیا ابھی مولوی صاحب کی بیالیس برس کی عمر تھی وہ اس کا واقعہ تھا۔ طاہرہ سخت پریشان تھی کہ کیا کرے۔ نہ جائے مازن نہ جائے رفیق۔ اپنی بے بسی اور کس میری پرہیزگاری کے لئے سوچ رہی تھی۔ کئی کئی وقت گذرتے تھے کہ وہ کچھ نہیں کھاتی تھی آخر اس رنج و لہو نے اسے صاحب خراش کر دیا۔ مگر مغلطہ میں غم خواروں اور بیماروں کی کمی نہ تھی۔ لیکن کسی کو اس کے حال کی کیا خبر تھی اس طرح بے خور و خواب اور بیمار رہنے سے وہ بہت کمزور ہو گئی اور پہرہ دل غشی میں پڑی رہنے لگی ایک دن جب اس نے غشی سے آنکھ کھولی تو اپنے سامنے ایک کرسی پر ایک ضعیفہ کو بیٹھے دیکھا۔ جس کے چہرے سے شان و عظمت اور لباس سے امارت ظاہر ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ صوبجات متوسط کی ایک بیگم صاحبہ ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے مغلطہ آئی تھیں۔ شوہر نے انتقال کیا اور یہ بدستور یہاں

رہیں۔ بیگم صاحبہ لاؤندہ تھیں۔ لاگھول روپے کی جائداد فروخت کر کے انہوں نے ہجرت کی تھی۔ کئی سال سے مگر مغلطہ میں مقیم تھیں اور جس مکان کے حصہ زیریں میں طاہرہ رہتی تھی وہ ان ہی کا تھا۔ بیگم صاحبہ نے طاہرہ کے حالات سن کر بے حد شفقت و محبت کا اظہار کیا اُسے اپنے ہمراہ لے گئیں اور واقعی بیٹی کی طرح بڑاؤ کو فرما لگیں۔ طاہرہ اب بالکل مطمئن تھی۔ دنیا کی تمام سائشیں اسے مل گئیں۔ دل کو جو تکلیف تھی۔ وہ شوہر کی یلو سے تھی۔ اور اس خیال سے تھی کہ وہ ان آسائشوں میں اس کا غریب حال نہیں۔ بیگم صاحبہ کی شفقت روز بروز بڑھتی پر تھی۔ کیونکہ طاہرہ نے اپنے سلیقے اور اطاعت سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اگر بیگم صاحبہ کو خدا اولاد دیتا تو وہ ان کے لئے اس سے بہتر نہ ہوتی۔ ایک سال کا زمانہ اسی حالت میں گذرا اور طاہرہ کو کوئی نیا صدمہ نہیں پہنچا لیکن پھر آسمان نے سنگدہ لا۔ اور بیگم صاحبہ ایک ماہ بیمار رہ کر اپنی ملک بقاء ہوئیں۔ مرنے سے پہلے انہوں نے اپنا تمام زکوٰۃ اور نقد و جنس طاہرہ کو میراث کر دیا بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد طاہرہ کے لئے اُس مکان میں رہنا دشوار ہو گیا۔ اس نے ایسی شفقت اپنے چچا کے گھر بھی نہیں دیکھی تھی۔ آخر اس نے ہندوستان کی دہلی کا ارادہ کیا۔ اور لاگھول روپے کا سامان اور نقد و جنس ساتھ لے کر بیگم صاحبہ کے قدیم خدمت ایک نوکر اور ایک خادمہ کے ہمراہ وہ ہندوستان کو روانہ ہو گئی۔ اب مولوی صاحب کی رہائی میں ایک سال کی دیر تھی۔ اس لئے اس نے ہندوستان کے مختلف

شہر دل کی سیر و سیاحت شروع کی۔ اور جہاں آب ہوا مناسب دیکھی۔ وہاں ایک ایک دو دو ماہ قیام بھی کیا تاکہ کسی طرح یہ مدت بھی بسر ہو جائے۔

(۷)

مولوی صاحب کو حکم منرا ہوئے دو سال گزرے تھے کہ حاجی صاحب کا اکلوتا بیٹا تپ دق میں مبتلا ہوا۔ بہتیری کوشش کی۔ لیکن اس کی حالت روز بروز تباہ ہوتی گئی۔ آخر میں پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ حاجی صاحب تمام کلا و بار سے دستبردار ہو کر ہر وقت اس کے پاس بیٹھے رہتے تھے ایک دن باتوں بالوں میں اس نے کہا کہ مولوی صاحب شمل لدین کو بے گناہ منرا ہوئی۔ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ میں نے ان کی میز سے نکال لئے تھے۔ یہ سن کر حاجی صاحب کا دل ہل گیا۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ ہم پر مولوی صاحب کا صبر بڑا ہے۔ وہ مولوی صاحب کی رہائی کے دن گن رہے تھے۔ آخر تقریباً ڈھائی سال کے بعد جب مولوی صاحب رہا ہوئے۔ اور اپنے مسکن کے پڑوس میں ایک دست کے ہاں مقیم ہوئے۔ تو حاجی صاحب نے دس ہزار روپے کے نوٹ ایک لفافہ میں بند کر کے ایک شخص کے ہاتھ ان کے پاس بھیج دیئے۔ اس شخص کو ہدایت کر دی تھی کہ لفافہ دے کر فوراً چلے آنا۔ تاکہ ان کو استفادہ کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ مولوی صاحب نے لفافہ کھولا۔ تو اس میں سے دس ہزار کے نوٹ برآمد ہوئے وہ بڑی دیر یک عالم حیرت میں رہے پھر یہ خیال کر کے کہ شاید خدا نے میری بے گناہی پر صلہ دیا ہے خاموش ہو

رہے۔ لیکن ان کے ضمیر نے کسی طرح اس رتم کو قبول نہیں کیا۔ اور وہ اسی وقت حاجی صاحب کے دولت کدہ پر ٹکٹ سر لٹ لائے۔ حاجی صاحب نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ مولوی صاحب سے ملاقات کی۔ مولوی صاحب نے وہ سب نوٹ حاجی صاحب کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ میں نے مجرمانہ یا غیر مجرمانہ منرا ضرور پائی۔ لیکن اس سے آپ کی گم شدہ رتم آپ کو نہیں ملی۔ اب خدا نے غیب سے یہ روپیہ میرے پاس بھیجا ہے لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ رتم پیش کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر مولوی صاحب اٹھنے لگے۔ لیکن حاجی صاحب نے ان کا دامن تھام لیا۔ اور زار و زار رونے لگے حاجی صاحب نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ مولوی صاحب سے معافی مانگی اور بڑی منتوں کے ساتھ یہ خواہش کی کہ وہ اس رتم کو قبول کریں۔ لیکن مولوی صاحب کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔

اتنے میں خدشہ گار نے اطلاع دی کہ ایک بیگم آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ حاجی صاحب نے کہا بلا لوسیہ بیگم صاحبہ مولوی صاحب کی بیوی تھیں جو خیال خود شہر کی لٹائی سے چھ ماہ قبل بلی میں آکر مقیم ہوئی تھیں اور حاجی صاحب کے پاس مولوی صاحب کے متعلق حالات دریافت کرنے کی لئے اپنے خدشہ گار اور خادمہ کے ساتھ آئی تھیں۔ بیگم صاحبہ نے جب مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تو قریب تھا کہ انہیں غش آجائے لیکن انہوں نے ضبط و کام لیا۔ مولوی صاحب کو پہراہ لے کر مکان کے باہر چلی آئیں اور انہیں اپنی بالکی گاڑی میں بٹھا کر برقع کا نقاب اٹھا دیا۔

رسائل کی ریح

حضرت امام ابو حنیفہ کی نصائح

۱۔ کسی شہر میں اگر جانا پڑے تو وہاں کے علماء و فضلاء سے اس طرح ملو کہ ان کو رقابت کا خیال نہ ہو۔

۲۔ اگر کہیں علمی تذکرہ ہو۔ تو تم وہ بات کرو جس کا ثبوت تم پورے طور پر دے سکو۔

۳۔ مناظرہ کے وقت ہرأت و استقلال سے کام لو۔

۴۔ جو لوگ مناظرہ کے آداب سے واقف نہیں یا مقابل ہونا چاہتے ہیں ان سے ہرگز گفتگو نہ کرو۔

۵۔ مناظرہ کے وقت غصہ نہ کرو۔

۶۔ ہندنا کم چاہئے زیادہ ہنسی سے دل افسردہ ہوتا ہے

۷۔ جو کام کرو۔ اطمینان اور قفار کے ساتھ کرو۔

۸۔ کوئی شخص جتناک سامنے سے نہ پکارے جواب نہ دو۔

۹۔ راستہ چلو تو دائیں یا بائیں نہ دیکھو۔

۱۰۔ حمام میں جاؤ تو عام آدمیوں کی طرح نسبت زیادہ

اجرت نہ دو۔

۱۱۔ صبح اور دوپہر کے وقت حمام میں نہ جاؤ۔

۱۲۔ گفتگو میں سختی نہ کرو۔ اور آواز بلند نہ ہونے دو۔

۱۳۔ کوئی چیز خریدنی ہو۔ تو خود یا ہرنہ جاؤ۔ بلکہ لو کہ بیسج

کر منگو اؤ۔

۱۴۔ خانگی کا عبارت یا نثار لو کہ دل کے ماتھے میں چھوڑ دینا چاہئے

تاکہ تم کو اپنے مشاغل کے لئے کافی وقت اور فرصت مل سکے۔

۱۔ تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھو۔ جب تک کہ حاصل نہ رہ جائے۔ دوسری طرف رجوع نہ کرو۔

۲۔ جیب علم و دولت سے فراغت حاصل ہو جائے تو نکاح کرو

۳۔ شادی ایسی عورت سے نہ کرو۔ جو دوسرے شوہر سے اولاد

رکھتی ہو۔

۴۔ عام آدمیوں سے عموماً اور دولت مندوں سے خصوصاً کم

میل بول رکھو۔

۵۔ بازار میں جانے سے پرہیز کرو۔

۶۔ دوکانوں پر نہ بیٹھو۔

۷۔ راستہ یا مسجد میں کوئی چیز نہ کھاؤ۔

۸۔ ستوں کے ہاتھ سے پانی نہ پیو۔

۹۔ اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھے۔ تو صرف سوال کا جواب

جتنا اس نے پوچھا ہے اتنا ہی دو۔

۱۰۔ عقائد کے متعلق عوام سے گفتگو نہ کرو۔

۱۱۔ شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص و محبت سے

پیش آؤ اور ایسا سلوک کرو کہ دیکھنے والے کو گمان

گزرے کہ تمہاری اولاد ہے۔

۱۲۔ عام اور جموں کی رتبہ کے آدمیوں سے مناظرہ نہ کرو۔

۸ بادشاہ کے قریب سکونت اختیار نہ کرو۔

۹ فقر کی حالت میں بھی وہی استقلال قائم رکھو۔

۱۰ ہر بات میں تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو۔

۱۱ یہ خدا کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔

۱۲ جس وقت مسجد سے اذان کی آواز آئے۔ فوراً نماز کیلئے تیار ہو جاؤ۔

۱۳ ہر مہینہ میں دو چار دن روزہ کے لئے مقرر کر لو۔

۱۴ نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ پڑھ لیا کرو۔

۱۵ قرآن کی تلاوت قضا نہ ہوتے پائے۔

۱۶ دنیا میں بہت مائل نہ ہو۔

۱۷ اکثر قبرستان میں نکل جایا کرو۔

۱۸ ہر روز اوہد اہلب سے پرہیز کرو۔

۱۹ ہر سیر کی کوئی برائی نہ دیکھو۔ تو پر وہ پوشی کرو۔

۲۰ بدعت سے بچنے رہو۔

۲۱ نماز میں جب تک لوگ تم کو خود امام نہ بنائیں امام نہ بنو۔

۲۲ جو لوگ تم سے ملتے آئیں ان کے ساتھ علمی تذکرے

کرو۔ اگر وہ اہل علم ہونگے تو فائدہ اٹھائیں گے۔ ورنہ

کم از کم ان کو تم سے محبت پسرا ہوگی۔

شیعہ سنی فسادات پر ملک کے طول و عرض

میں اظہار تشویش ہے۔

فساد زدہ علاقوں میں احتجاجی پٹریا لیں۔
غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ۔

۱۸ لکھنؤ - احمد پور شری قبیہ سمیت پور۔ ضلع مظفر گڑھ

ضلع سیالکوٹ اور مغربی پاکستان کے بعض دوسرے

مقامات پر عاشورہ محرم میں جو امنوسناک واقعات

پیش آئے ہیں ان کے متعلق "لڑائے پاکستان" کو

ملک کے طول و عرض سے سیلیفون مارا ٹھاک کے ذریعہ

دینی۔ سیاسی۔ سماجی حلقوں، مقدر علماء اور شہاؤں

کی طرف سے پیغامات موصول ہوئے۔ جن میں ان

واقعات پر گہرے رنج اور تشویش کا اظہار کیا

گیا ہے ان مراسلات میں بتایا گیا ہے کہ جن مقامات

پر بھی یہ واقعات پیش آئے ہیں وہاں شیعہ حضرات

کی زیادتی اور سب سے زور سے اس کا باعث بنی ہے ملک بھر

کے اہلسنت والجماعت حلقوں نے ان واقعات کی غیر

جانبدارانہ تحقیقات کے لئے اعلیٰ سطح پر ایک کمیٹی

مقرر کرنے، فسادات کے ذمہ دار عناصر کو قرار واقعی

سزا دینے اور آئندہ کے لئے ان واقعات کی دھم

تخام کے لئے سخت اقدامات کا مطالبہ کیا ہے۔

(فائے پاکستان ہمارا گت مسلم)

اسلام ساری دنیا کو فتح کر لے گا۔

۱۔ جو من پر و فیسٹ ڈاکٹر اے شیل کی پیشین گوئی ہے

جو من پر و فیسٹ ڈاکٹر اے شیل انقرایہ پڑی کے ایک لاکھ کن ہیں

اگرچہ آپ مذہباً عیسائی ہیں لیکن اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں

انہی لئے ہے کہ اسلام اپنی قوموں کی بنا پر بہت جلد ساری دنیا پر چھ جائے گا

غلامی کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں اس وقت

تک جتنے بھی مذاہب رائج ہوئے ہیں وہ آگے چل کر یا تو

دنیا پر چھاجائے گا۔

اسلام کی ہر دلخیزی کا سبب صرف یہ نہیں ہے کہ یہ مذہب آج بھی روزِ اول کی طرح اپنی اصلی حالت پر قائم ہے بلکہ اس کی مقبولیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک ترقی یافتہ مذہب ہے چنانچہ دین کے دوسرے مذاہب تو ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ نہیں دے سکے۔ لیکن اسلام نے نہ صرف ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ دیا بلکہ اس مذہب نے دنیا کو ترقی کی جانب قدم بڑھانے میں بہت زیادہ مدد دی ہے جمہوریت جس نے دنیا کے آگے بڑھانے میں سب سے زیادہ معاونت کی ہے اس کا اصلی منبع اسلام ہی ہے اسلام سے قبل کوئی یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ جمہوریت کیا ہے یہ اسلام ہی ہے جس سب سے پہلے دنیا کو جمہوریت سے آشنا کیا۔ یورپ میں جمہوریت کا سب سے پہلا علمبردار فرانس ہے لیکن شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ فرانس سے جمہوریت کا یہ سبق اپنے پڑوسی ملک سپین سے سیکھا تھا۔ اور اسپین وہ ملک ہے جو تقریباً ایک ہزار سال تک اسلامی علوم و فنون کا مرکز بنا رہا ہے یعنی فرانس کی جمہوری تحریک کی تریس جو اسپرٹ کام کر رہی تھی وہ اسلام ہی کی اسپرٹ تھی۔

اسی طرح مساوات، اللہ اور غلامی اور انسانوں کی آزادی کی جتنی بھی تحریکیں آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں وہ سب کی سب اسلام سے مستعار کی گئی ہیں۔
سے قبل نہ صرف یورپ میں بلکہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی کوئی جانتا تھا کہ مساوات کیا ہے اسلام سے

منسوخ ہو گئے ہیں یا اپنی ہر دلخیزی کھو بیٹھے ہیں لیکن اسلام کی یہ امتیازی خصوصیات ہے کہ اس کے نقوش آج بھی روزِ اول کی طرح درخشان ہیں اور اس کی کشش میں چودہ سو سال گزرنے کے باوجود کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس مذہب کی کشش اور ہر دلخیزی دل بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے

اسلام کی بنیاد قرآن اور حدیث پر رکھی ہوئی ہے اس مذہب کا پورا دستور ان ہی دو کتابوں کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے اور یہ دونوں کتابیں روزِ اول کی طرح آج بھی اپنی حالت پر جس طرح قائم ہیں اس کی مثال مذاہبِ عالم کی کتب میں ناپید ہے۔ کیا مجال کہ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود قرآن مجید کے کسی ایک حرف یا ایک نقطہ میں بھی کوئی فرق آیا ہو۔ اسی طرح احادیث کی صحت بھی شبہات سے بالاتر ہے چودہ سو سال گزرنے کے بعد قرآن اور حدیث کا اپنی اصلی حالت پر قائم رہنا ایک ایسی چیز ہے جسے بجا طور پر ایک معجزہ کہا جاسکتا ہے اس کے برخلاف دیگر مذاہب کی کتب چند صدیوں ہی میں اتنی تبدیل ہو گئی تھیں کہ ان میں سے کسی دو کتب میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ چونکہ اسلام کی بنیادی کتب اور بنیادی دستور آج بھی اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اس لئے اس میں وہی روزِ اول کی سی تابناکی پائی جاتی ہے اور اس کی ہر دلخیزی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس کی ہر دلخیزی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اسلام جلد یا بدیر تمام مذاہب کو پس پشت ڈالتے ہوئے ساری

فرانس اور جرمنی کی مثال ہمارے سامنے ہے دوسری جنگ عظیم سے قبل ان ممالک میں صرف گنتی کے مسلمان موجود تھے۔ لیکن جنگ عظیم کے دوران میں چونکہ ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلم باشندوں کا میل جول رہا۔ اسلئے فرانس اور جرمنی کے باشندے اسلام سے اور مسلمانوں کے طرز عمل سے بے حد متاثر ہوئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان ممالک میں ہمت سی عورتوں نے شادیوں کو لیس اور اب حالت یہ ہے کہ جرمنی اور فرانس میں مسلمانوں کی تعداد دوسری جنگ عظیم سے قبل کے مقابلہ میں دس گنی ہے ان ممالک میں باقاعدہ اسلامی انجمنیں قائم ہیں اور مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ یہی حالت یورپ کے دوسرے ممالک کی ہے

یورپ کے علاوہ امریکہ کے دور دراز خطوں میں بھی اسلام بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے خصوصاً جنوبی اور وسطی امریکہ میں اور امریکی جزائر میں اسلام کو حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اور ہاں اس وقت نو سو ہزار جہاں کوئی اسلام کو جانتا نہ تھا۔ وہاں اس وقت نو سو ہزار کے قریب مسلمان موجود ہیں اور پناہ میں تویہ حالت ہے کہ وہاں مسلمانوں کی تعداد کل آبادی کا ایک چوتھائی حصہ ہو گئی ہے یہی حالت امریکی جزائر میں ہے۔

اسلام کی اسی حیرت انگیز رفتار کو دیکھتے ہوئے مسیحی حلقوں میں بڑی بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور یہ عام خیال ہے کہ اگر اسلام دنیا کے مختلف حصوں میں سی رفتار سے بڑھتا رہا۔ تو آگے چل کر ساری دنیا کا واحد مذہب اسلام ہو جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ) (بکرمہ دین دنیا دہلی)

قبل غلامی کو قابل فخر سمجھا جاتا تھا ہر شخص کے متول اور وجاہت کا اندازہ اس کے غلاموں کی تعداد سے ہو کر ہوتا تھا۔ اسلام سے قبل عورتوں کی حیثیت بھیڑ بکریوں سے بدتر تھی۔ قدیم یونان جو تہذیب کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا وہاں ایک شوہر کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اگر چاہے تو اپنی بیوی کو خراسی ناگواری پر قتل کر دے۔ غرض کہ دنیا نے تہذیب اور ترقی کی تمام تر روشنی اسلام سے حاصل کی ہے۔

اسلام نے چونکہ دیگر مذاہب کی طرح اپنی تمام تر جوہر عبادات اور حیات بعد الموت پر مرکوز نہیں کی بلکہ اس نے علمی زندگی میں دنیا والوں کا ساتھ دیا ہے اور اس نے دین سے زیادہ ہمیں دنیاوی مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی ہے اسلئے اسے ہر زمانہ میں غیر معمولی ہر نوعی ترقی حاصل رہی ہے اسکی علاوہ اسلام میں چونکہ ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ دینے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اسلئے وہ آج کل کے ترقی یافتہ دور میں بھی کوشش اور جدوجہد کے باوجود برابر پھیلتا جا رہا ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے چنانچہ اب وہ دنیا کے ان خطوں میں بھی پہنچ گیا ہے جہاں آج سے نصف صدی قبل کوئی اسلام کا نام تک نہیں جانتا تھا۔ حالانکہ ان دور دراز خطوں میں کبھی نہ کوئی مسلم مبلغ گماں سے اور نہ کسی نے ان خطوں کے باشندوں کو اسلام سے منبتائے ہیں ان خطوں میں ابتداء میں کسی طرح چند مسلمان پہنچ گئے تھے جن کے کردار اور افعال نے قدرتی طور پر وہاں کے باشندوں کو متاثر کیا ہے۔

بِئِیْ اَفْضَلِ دِیْنِ بَیِّنِ صِدِّیقِ اَفْضَلِ عَمْرِ اَفْضَلِ

== از حضرت بیزادہ مولانا غلام دستگیر صاحب فاضل ==

بِئِیْ اَصْدِیقِیْ فَا رَدِّقِ اَنْجَمِ اَرَا ہُوئے تینوں
 محمد ابوبکرؓ ، عمرؓ یک جا ہوئے تینوں
 زیادہ تر اہنی سے نورِ حق چمکا ز مانے میں
 مسلمانوں کے بھی یہ بلجا و ماویٰ ہوئے تینوں
 غورِ قیصری کو توڑنے والے یہ تینوں تھے
 یہی تو کابہ عتق و سیرِ کسریٰ ہوئے تینوں
 بنیٰ اَمَقْل ہیں پھر صِدِّیقِ اَفْضَلِ پھر عمرؓ اَفْضَلِ
 علیؓ قدیرِ مراتبِ اَفْضَلِ و اعلیٰ ہوئے تینوں
 کئے موسوم ان ناموں سے لہر و بدیعِ عزیز اپنے
 تھکی کو جیبِ بہت محبوب یہ اسما و بچے تینوں
 یہی تینوں تو پاکستان کے بانی مَبَانِی ہیں
 اہنی کے دم سے ماسمِ مستحق حکمرانی ہیں



استفسارات

شیخ محمد صالح المنجد (ادارہ)

سنا۔ کہ جو شخص ایسی حالت میں مر جائے گا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شہید ہو جائے یقین رکھتا ہے وہ جنت میں لکھی نہ کبھی ضرور داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

سوال۔ بعض دفعہ دل میں ایسے یہودہ اور بوسے خیال دل میں آجاتے ہیں کہ اگر وہ دل میں جم جائیں تو ایمان بالکل جاتا رہتا ہے ان کو اپنی زبان پر لانا بھی شاق معلوم ہوتا ہے اور دل ڈرتا ہے اس قسم کے خیالات دل میں آکر گزر جانے ایمان سے کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ اس قسم کے خدشات اور وسوسوں سے جو دل میں آکر گزر جاتے ہیں ایمان میں کچھ نقصان نہیں آتا بلکہ اس سے تو ایمان کا پتہ لگتا ہے کہ شیطان نے اس کو مومن سمجھ کر اس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اسے اس کو نہایت مکروہ اور یہاں تک برا سمجھا کہ زبان پر لانے سے بھی حیا اور خوف کرتا ہے

حدیث شریف۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے وہ خطرات جو دل سے گزر جاتے ہیں معاف فرمادیئے ہیں جب تک کہ ان پر کاربند نہ ہوں۔ اور زبان سے نہ کہیں۔

(بخاری شریف)

سوال۔ خدا تعالیٰ پر صرف اگر کوئی شخص ایمان لا کر توحید کا قائل ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کو نہ مانے تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

جواب۔ جب تک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کی تمام باتوں کی تصدیق اور محبت دل میں نہ آجائے ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

حدیث شریف۔ حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے اپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے اس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

(بخاری شریف)

سوال۔ جو مسلمان گناہ اور مصیبت کرتے کرتے بلا توبہ مر جاتے ہیں کیا ہمیشہ دوزخ پڑے رہیں گے؟

جواب۔ جو شخص دنیا سے ایمان دار مر گیا اور خاکہ ایمان پر ہو گیا وہ اگرچہ کیسا ہی گناہگار ہو آخر کار جنت میں جائے گا۔ لیکن اپنے اعمال کی وہ سخت اور شدید سزا جیسا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں لاکھوں برس بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔

حدیث شریف۔ عبادہ بن صامت رضی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

کتاب تصوف

اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں کہ تصوف کی کتب ناپید ہو چکی ہیں۔ تقسیم سے پہلے مختلف تصوف کے نسخہ جات ملی جایا کرتے تھے۔ مگر سنگم کے بعد تو بالکل غنقا ہو گئے ہیں۔ اگر کتب فروش سے جا کر پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے پاس تصوف کی کتب کتنی ہیں تو اس کی بامہر جانتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں کہ آج کل کے زمانہ میں ان کتب کو کون خریدتا ہے ان حالات میں حضرت محترم حکیم عبدالجبار صاحب نے زور کثیر صرف کر کے مندرجہ ذیل کتب بہترین کاغذ اور بہترین کتابت سے شائع کر کے ایک کمی کو پورا کیا دیا ہے۔ ان کتب کا ہر عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

- شائقین حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر طلب فرمائیں۔
 (۱) محترم حکیم جناب عبدالجبار صاحب سیفی ۹ بیڈن روڈ لاہور۔
 (۲) دواخانہ انیس الضربا۔ بیڈن روڈ لاہور۔
 (۳) مکتبہ ضرب الاعداد جامع مسجد بھیرہ ۵

الضیاح الطریقۃ مع فوائد ضروریہ۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ جس میں آپ نے نہایت لبط سے تشریف پیر۔ تشریف فرما۔ متعلیف درویشی اجازت و خلافت اور مجذوبہ سلوک کا تذکرہ فرمایا ہے قیمت صرف تین روپے۔ اس
 اس شاد الطالبین :- مولفہ حضرت قاضی محمد رضا اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی۔ قیمت ڈھائی روپے۔ اس

کنز الہدایہ :- مولفہ حضرت مولانا محمد باقر صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

بھرا دو کتب مثلاً شیخان، علم و عرفان اور سلوک وحدۃ کیلئے مختصر راہ ہیں۔

قیمت تین روپیہ اسٹالہ -

وفات شریات

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد عشق
ثبت است بر صریدہ عالم و وام ما!

دیندار حلقوں میں بالعموم اور بھی خواہاں متوسلین خاندانِ بگویہ میں بالخصوص
خبر ہنایت رنج و غم سے سنی جاتے گی۔ کہ
حضرت شہداء الحارثین، محمد بن الحنفیہ، الحنفیہ مولانا محمد یحییٰ صاحب بگوی
بتاریخ ۲۵ رجب المرجب ۱۲۸۸ مطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ بوقت دوپہر
دوبے دن اس دارِ فانی سے دارالبقا کی طرف انتقال فرما گئے ہیں
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ سَاجِدُوْنَ
ہر آں کہ زاد بنا چار باندہش نوشید
ز جام دہرے گل من علیہا فان۔

☆
حضرت مرحوم عالم باعمل ہی نہ تھے۔ بلکہ عابد۔ زائد۔ منجسنت شب بیدار تھے
ان کی زبان در فشاں پر ہر وقت ذکرِ الہی۔ ہر ہر کوٹ میں یادِ الہی موجود تھی
آپ کے فیوضات کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت حاجت مندوں کا جگہٹا اور تانتا
سنا بندھا رہتا تھا۔ اور خلقِ خدا دن رات فیضِ یاب ہو رہی تھی۔
مگر آہ! کسی کو کیا معلوم تھا کہ دیکھنا روزگارِ مستی جدا ہو رہی ہے اپنی حرکت سے
محروم کر رہی ہے۔ آیت دار کی ساری شب لڑا نل میں مشغول رہے۔ صبح کی
نماز مسجد میں ادا کی۔ گھر تشریف لائے۔ اپنے مہولات و وظائف کو نماز
چاشت کے قریب ختم کیا۔ تو فرمایا کہ میرا راہ ہے کہ غسل کو لیں۔ پانی تیار کر لیا گیا۔

عقل منہ کو تلاوت قرآن مجیب۔ میں مشغول ہو گئے دن کا اکثر حصہ خاموشی سے گزرا۔ کسی کو کیا معلوم کہ یہ خاموشی فراق کی علامت ہے۔ اچانک دل کے قریب شدید درد محسوس ہوا۔ تو حکیم برکات احمد بگویی کو بلوایا گیا۔ انہوں نے دوائی تجویز کی۔ جوٹھار، نیچہ پیچی۔ دوائی دیکھ کر مسکرائے۔ فرمایا رکھ دو۔ ناز کا وقت قریب ہے۔ غرضیکہ وضو فرمایا۔ مصلے پر کثیر لطف فرمایا ہو گئے۔ فراغت کے بعد لیٹ گئے۔ مائی صاحبہ نے دریافت کیا کہ طبیعت کیسی ہے فرمایا کہ درد کی شدت ہے۔ مائی صاحبہ نے مناسب سمجھا کہ مالش کی جائے آپ باہر گئیں تو آپ نے بلند آواز سے لفظ اللہ سنا۔ وہ جلدی واپس آئیں۔ تو دوسری مرتبہ اللہ کہا۔ اور تیسری مرتبہ اللہ کہہ کر جان جان آخری کے سپرد کر دی۔ کل من علیہا فان۔

۲۴ اگست ۱۹۵۷ء کو جامع مسجد میں ہزارہا التالوں نے زیب آستان عالیہ سیال شریف حضرت خواجہ صاحبزادہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین کی قیادت میں نماز جنازہ ادا کی۔ اور حضرت مرحوم کو اپنے برادران مولانا محمد ذاکر اور مولانا ظہور احمد صاحب بگویی کے درمیان دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تاریخ وفات زاهدی احترام صاحب عظمت و دولت عذوم غریب الوان

۱۱۹۵۷

۱۹۵۷

۱۳۷۷ھ

عرس مبارک

حضرت زبدۃ العارفین مولانا محمد ذاکر صاحب بگویی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہم اربع الاول

مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۵۷ء بروز بدھ جمعرات جامع مسجد پھر میں منعقد ہوگا۔ اسی موقع پر حضرت مولانا محمد نجفی صاحب سجادہ نشین مرحوم و مغفور کی تقریب چلم ہوگی۔

تمنا کہ بین حضرات تارکین لوٹے فرماویں۔

(سبیلہ اشاعت گذشتہ)

شان اسلام عمرؓ

حضور علیہ السلام کی خاص دعا سی حضرت عمرؓ کو سعادت اسلام حاصل ہوئی

جب زور کافروں کا تھا حد سے بڑھا ہوا
سکہ قریش پر ہے اپنی کا جسا ہوا
فی الفور اس پہ باب اجابت کا دیا ہوا
لیکن عمرؓ کو دیدہ حق میں عطا ہوا
خادم عمرؓ بنا پاک نبی کو عطا ہوا
کافر ہر ایک کا پتہ انکلا کہ کیا ہوا
ادراں کا سر پہ پیش مجرّم عطا ہوا
حیرت سے پوچھا سب نے عمرؓ کو کیا ہوا
بلکہ نبی کے دیل پہ ہے دل سے فدا ہوا

اب جو نبی کی تم نے ذرا کی مخالفت
بس تم سمجھ لو سر پہ مہلا اڑا ہوا

حضرت عمرؓ کی شاندار ہجرت

ہو شیر کو سفندوں میں جیسے گھسا ہوا
ہجرت کا مومنوں کو جو حکم خدا ہوا
ثابت گردان سا کو فی منجید ہوا
کفار کا تھا اک جگہ عجب لگا ہوا
اور کافروں سے خوف نہ ان کو ذرا ہوا
سن لو کہ میں ہوں اعزّم ہجرت ہوا ہوا

اک روز پہلے کی تھی محمدؐ نے یہ دعا
برجہل یا عمرؓ سے دے اسلام کو دقار
جس وقت پہنچی عرش محلی پہ یہ دعا
الوجہل تو رہا غرق بحر جہل و کفر
حق کی طرف سے خدمت اسلام کیلئے
تیکر مومنوں نے جو خوشی سے کی بلند
دیا کہ مومنین کے عمرؓ تھا سنا نہیں
کفار اس سے رہ گئے بس ہو کے دم بخور
بولے بنوں کا بندہ مہین اب رہا عمرؓ

بولی رعب و داب سے رہے ہجرت کے وقت تک
لئے کو چھوڑنے کا بھی ہے واقعہ عجب
چھوڑا دین کو اوروں نے چھپ چھپ توڑ کر
ہجرت سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے آپ
کر کے طواف کعبہ ادا کی وہاں نماز
فرمایا آ کے برسر عجب قریش کو

دنیا میں روسیہ بھی ہو تم اور ذلیل بھی
جو چاہتا ہے دیکھنا زور کو اپنی رائے
باہر حرم سے آ کے مر اسدرا ہو
ہمت نہ تھی کسی کی کہ کتنا مقابله
بھر جانب دیدار نہ ہوئے عمر
شرب پہنچ کے شرہ تشریف مصطفیٰ

گردن میں طوق تہر خدا ہے پڑا ہوا
اور اپنا سایہ بچوں کے سر سے اٹھا ہوا
سر اپنا دھڑ سے دیکھے الگ ہوا
ہر اک پیشین شیعہ تھا تجھ پر بنا ہوا
لیکن تھا دل میں دھیان نبی کا لگا ہوا
پہنچا یا جب تو شہر اک باوٹا ہوا

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت

ہمراہ بار غار بھی پھر آ گئے
شرب میں بھی وہ آتے ہے بدادہ سو
کچھ بھی حضورؐ کا نہ بگاڑا قریشی نے
خندق میں بھی جینے میں بدر و احد میں بھی

یہ بیچ گئے قریش کو صدمہ بڑا ہوا
لیکن عمرؓ کے دم سے دم اُن کا فناء ہوا
کھاتے ہے شکست ہی جب سامنا ہوا
جوش و غما تھا سب سے عمرؓ کا بڑھا ہوا

پھوڑی د ایک دم بھی رفاقت رسول کی
میدان دشمنوں سے نہ جنتک صفا ہوا

حضرت عمرؓ کے اوصاف و کمالات

اسلام کا وہ جوش تھا رنگ میں کی
وہ ہی طاق ان کو نہ جو مومنہ بنیں
رائے عمرؓ سے وحی الہی تھی ہم زبان
چشم مانگہ میں بھی حرمیت تھی آپ کی
شیطان بھی گریزاں تھا سایہ سے آپ کے
ہوتا جو میرے بعد تو ہوتا عمرؓ نبیؐ

ماموں کا سر بھی تیغ عمرؓ سے جدا ہوا
ہر خے سے احترام تھا دین کا بڑھا ہوا
چاہا جو آپ نے وہی حکم خدا ہوا
اہل فلک پر ایک تھا وقف تنہا ہوا
تقویٰ عمرؓ کو حق نے تھا ایسا دیا ہوا
یوں ان کی شان میں ہے نبیؐ نے کہا ہوا

قلب لساں پر ان کی ہے رکھا خدا نے حق

ارشاد ان کے حق میں ہے یہ بھی ہوا ہوا صبر جاتی

کتاب بھیرن رفیق

پیام حق: حضرت مولانا پھر احمد صاحب گوی کی آخری معرکہ الاراقیر مذہب شیوہ پر حال تبہ کیا گیا ہے قیمت - ۱/۱ -
تفسیر ابیت صبا ہلد: حضرت مولانا محمد اشکر صاحب مکتوفہ علیہ تعالیٰ علیہ ابنا و ابنا کر کی صحیح تفسیر شیعوں کے مخاطب کا ازالہ - ۱/۳ -
تفسیر ابیت میکان امض: مصنف ایضاً آیت ولقد کتبنا فی الذبور الخ خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت قیمت - ۱/۴ -
تفسیر ابیت اولی الامر منکم: مصنف ایضاً اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر شیعوں کے مخاطب کا جواب - ۱/۵ -
تفسیر ابیت وحیت: مصنف ایضاً تفسیر آیت محمد رسول اللہ و الذین معہ الخ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا حلیفہ ثابت ہونا - کیا گیا ہے قیمت - ۱/۶ -

تفسیر ابیت تمکین: مصنف ایضاً تفسیر آیت الذین ملکاھم فی الارض جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضور صلعم کے مہاجرین کی بزرگوار الہی میں بڑی غوث ہے ان میں سہراک امامت و خلافت کی قابلیت رکھتا تھا ان کی خلافت کے قرآن کی موعظہ خلافت ہے ان کے عہد خلافت کے تمام کام خدا کے پسندیدہ اور مقبول تھے قیمت - ۱/۷ -
تفسیر ابیت رضوان: مصنف ایضاً آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین کی تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور تمام صحابہ عیسیٰ جنتی ہیں اور خدا نے ان سے اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا قیمت - ۱/۸ -
تفسیر ابیت مودۃ القرابی: مصنف ایضاً تفسیر آیت قل لا اسئلكم علیہ اجر الا کی صحیح تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ سیدہ جو اس آیت کے حوالہ سے محبت اہل بیت کو جو رسالت کہتے ہیں یہ قرآن کی معنوی تحریف اور سید لا نبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر سخت حملہ ہے قیمت - ۱/۹ -
ابوالائمہ کی تعلیم: مصنف ایضاً جس میں شیعہ کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص محب حضرت علی اور پیغمبر اہل بیت نہیں ہو سکتا جب تک کہ مذہب حق اہلسنت و الجماعت اختیار نہ کرے قیمت - ۱/۱۰ -
کشف التبلیس حصہ دوم: جس میں فضائل صحابہ اور دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے قیمت - ۱/۱۱ -

تحقیق فدکی: مصنف مولانا سید احمد رضا صاحب بخاری انبالوی -
تحفہ قلوبان: قیمت ۱/۸ -
نہایت بہترین قابل دید کتاب ہے قیمت - ۱/۱۲ -
ملنے کا پتہ

مکتبہ حزب الانصار و پتھر شمس الاسلام و النجاشی الاسلام بھیرہ
(پاکستان)